یافتند یکے لودی و دیگر سور و طائفہ افغانانِ لودی و سور از اں جماعت اند"

افسوس ہے کہ کسی مورخ نے خالد بن عبداللہ کا نسب نامہ اور آگے تک نہیں لکھا ورنہ خالد کے نسب کا قطعی فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن نواب عبدالسلام خاں صاحب کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ خالد حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے تھے اور عبداللہ بن سلام یہودانِ خیبر کے سردار تھے اور بنی اسرائیل میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا اور اسلام لانے سے ان کے حقوق بھی بڑھ گئے تھے۔

یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے اور محض ہم نام ہونے کی وجہ سے عام روایت کی بنا پر افغانوں میں خالد بن عبداللہ کے بجائے خالد بن ولید قریشی کا نام لیا گیا ہے اور اس قیاس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ مصنف حیاتِ افغانی نے لکھا ہے کہ خالد کی بیٹی سارہ سے قیس عبدالرشید نے شادی کی تھی۔ فرشتہ نے جو روایت لکھی ہے اس میں صرف یہ الفاظ ہیں

"خالد، دختر خود را بہ حبالۂ نکاح یکے از افغانانِ معتبر کہ مسلمان شدہ بود در آورد"

اب واقعہ کی صورت یہ قرار پاتی ہے کہ قیس عبدالرشید کے عقد میں خالد بن عبداللہ کی دختر تھی جس کی شادی اسرائیلیوں ہی میں ہوئی۔

ان واقعات کی بنیاد پر قیس عبدالرشید علاقہ غور میں افغانوں میں پہلا مبلغ تھا جس کی تصدیق حاکم کی ایک ضمنی روایت سے ہوتی ہے

قیس[۲] در آں (اشاعت اسلام) چنداں مساعی جمیلہ مبذول داشت کہ قبل از فوتِ او کہ در سال چہلم از ہجری واقع شد جمیع رعایائے او بہ دینِ اسلام در آمدہ بودند۔ ہشتاد و ہفت سال عمر کرد۔ وسہ[۳] پسر از وے ماند۔ ہنوز نام وے بہ نیکی مذکور می شود و امرائے افغان کوشش می کنند کہ نسبِ خود را بہ وے رسانند"

---

[۱] مسودات نواب عبدالسلام [۲] عبدالرشید کے یہ تین بیٹے خالد بن عبداللہ کی دختر سے پیدا ہوئے تھے جو سربن، غور غشت اور بٹن تھے اور ان تینوں کی نسلوں نے غیر معمولی ترقی کی۔ ابوالفضل نے ان لڑکوں کو افغان کی اولاد قرار دیا ہے۔ مخزن افغانی کی روایت کے مطابق افغان بھی ایک مورثِ اعلیٰ تھا جس کا عبرانی نام شجرہ میں درج نہیں ہے۔ بلکہ صرف "افغان" لکھا ہے لہذا افغان مذکور کو خالد بن عبداللہ سمجھنا چاہیے

اس روایت سے ظاہر ہے کہ عبدالرشید کا سنہ ۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ چنانچہ ماہ صیام سنہ ۴۰ھ میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے شہید کیا۔ یہ خلافت کا اخیر سال تھا۔ اور اس کے قبل افغانستان میں بتبلیغ اسلام کی کارروائی شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ غوریوں کی نسبت طبقات ناصری کی روایت ہے کہ یہ قبائل خلافت چہارم میں اسلام لائے۔ اس عہد میں شنسب غور کا حکمراں تھا مورخ کی اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

"شنسب در عہد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ بر دست علی کرم اللہ وجہ ایمان آورد واز وے عہد ولوائے بستند وہر کہ از خاندان علیہ بر تخت نشستے آں عہد را کہ امیر المومنین نوشتہ بود بدو دادندے وا قبول کردے انگہ بادشاہ شدے وایشاں از جملہ موالی علی بودند و محبت ائمہ واہل بیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم در اعتقاد ایشاں راسخ بود۔"

افغانی مورخ قیس عبدالرشید اور شنسب کو بنی عم قرار دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ شنسب کا نسب نامہ شداد بن ضحاک پر ختم ہوتا ہے اور قیس اسرائیلی ہے البتہ یہ واقعہ مسلمہ ہے کہ یہ دونوں خاندان قبولِ اسلام میں قریب العہد ہیں۔ یعنی قیس پہلے مسلمان ہوا اور شنسب ۳۵ھ میں اسلام لایا جو خلافت عثمانی کا اخیر سال اور خلافت جناب امیر کا پہلا سال تھا۔

خالد بن عبداللہ کی اولاد نے افغانستان میں بڑی ترقی کی اور جب غور میں اس جرگہ کی مردم شماری بڑھ گئی تو یہ قبیلے ۱۴۳ھ میں کرماچ، پشاور، کوہاٹ اور بنوں میں آکر آباد ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسان سے افغانستان تک اسلام پھیل گیا۔

خالد کی اولاد کے شجرے اس مقام پر نقل کرنا خارج از بحث ہے جو حضرات تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہتے ہوں وہ کتاب حیات افغانی ملاحظہ فرمائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) اور یہ ممکن ہے کہ خالد قریشی کی جو دختر سارہ عبدالرشید سے منسوب ہونا بیان کیا جاتا ہے وہ خالد بن عبداللہ کی بیٹی ہوگی۔ اسی طرح تاریخ فرشتہ میں بھی اجمال ہے صرف یہ الفاظ ہیں کہ "دختر خود را بہ نکاح یکے از افغانانِ معتبر کہ مسلمان شدہ بود در آورد"۔ ؎ طبقات ناصری طبقہ ۱۷۔ صفحہ ۲۸ و ۲۹۔ اور قبول اسلام سے قبل غور وغیرہ کے باشندے بدھ مذہب تھے۔

سیّد صاحب کی زندگی کے وہ خاص گوشے

جن سے میں متاثر ہوا

(عتیق الرحمٰن عثمانی)

(۲)

میں اس مرحلے پر مرحوم کی بڑی بڑی مصنفات کا نہیں ایک چھوٹی سی تالیف کا ذکر کروں گا حضرات! "خطبات مدراس" کی حیثیت سید صاحب کی محققانہ اور مُبصرانہ ضخیم تالیفات کے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے سے زیادہ نہیں ہے لیکن غور کیجئے اس قطرے میں علم و تحقیق کے کتنے دریا سمائے ہوئے ہیں، یہ موتی کتنا آب دار اور تابناک ہے اور علم نبوت کے آفتاب کی کرنیں اس پر کس شان اور کس انداز سے پڑ رہی ہیں، ۱۵۶ صفحات کا یہ کتابچہ صرف آٹھ خطبوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے جو غالباً ۱۹۲۵ء میں اسلام، پیغمبر اسلام اور آنحضرتؐ کے پیغام پر مدراس کے "لالی ہال" میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے دیے گئے تھے، ان خطبوں کو جتنی بار پڑھا جاتا ہے مرحوم کی حیرت انگیز علمی بصیرت اور انداز فکر و تحقیق کی داد دینے کو جی چاہتا ہے ——— یہ ظاہر ہے کہ ان اٹھائیس برسوں میں وقت کے تقاضے کہیں سے کہیں پہنچ گئے ہیں زمانے کی گردش کا رنگ کچھ اور ہی ہو گیا ہے طریق فکر اور اسلوب بیان کے سانچے یکسر بدل چکے ہیں یہاں تک کہ دلائل و براہین کا جو قالب اب سے ۳۰-۴۰ سال پہلے دل پذیر اور موثر سمجھا جاتا تھا آج بے جان اور افسردہ ہو کر رہ گیا ہے اور دنیا اب وحی و نبوت اور الٰہیات کے مسائل کو الگ دوسرے ہی ڈھنگ سے سوچنے کی عادی ہو گئی ہے لیکن تیس سال پہلے کے لکھے ہوئے ان مقالوں کے اسلوب اور طرز استدلال پر گہری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی دل نشینی و دل پذیری اور شادابی و شگفتگی آج بھی اُسی طرح باقی ہے اور جہاں تک سیرت نبوی

کی خصوصیات اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کو یورپ کے ذہن ودماغ سے قریب کرنے اور اسی لب ولہجہ میں سمجھانے کا تعلق ہے۔ لاریب کوئی دوسرا اندازِ بیان اس سے زیادہ اثر انگیز نہیں ہو سکتا۔[۵۱]

جو شخص بھی "خطبات مدراس" اس تشریح کی روشنی میں پڑھے گا، میرے بیان کی بے تامل تصدیق کرے گا۔

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح وتبلیغ کی راہ کے بعض نہایت ہی اہم اور خاص نکتوں پر بڑی احتیاط سے غور کیا تھا۔ اور وہ ان نکتوں سے پُر حکمت طریقوں سے کام لیتے تھے۔ جب کبھی اسلام اور اس کی عالم گیر صداقت کا ذکر چھڑتا ہے۔ تو ایک خاص طرح کی اُلجھن پیش آتی ہے، ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور اس میں انسانی جبلت کی تمام خصوصیتوں کو کچھ اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ ہر انسان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشے میں آباد ہو۔ ایک مذہب حق کی حیثیت سے اس کو بے تکلف قبول کر سکتا ہے، دوسری طرف دینِ حق اور اس کی تعلیم کی وسعتوں اور سہولتوں کے دامن کو کچھ اس طرح سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ہماری ہی جیب کے لفافے میں بند ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور امتیاز وتفوق کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ قدرتی طور پر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی وسعتوں اور اس کے بتائے ہوئے نظامِ عمل کی دل کشیوں کو سمجھنے اور ان سے نفع اٹھانے کا موقع نہیں ملتا، حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ دوسروں پر اس کی رحمت ورافت کے دروازے اس طرح کھلے جاتے کہ وہ بغیر کسی جھجک اور ہچکچاہٹ کے اس کے حریم قدس میں داخل ہو سکتے، حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد فطرت سلیم

---

[۵۱] ان خطبوں کے عنوانات یہ ہیں:- (۱) انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے۔ (۲) عالم گیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ (۳) سیرت نبوی کا تاریخی پہلو۔ (۴) سیرت نبوی کی کاملیت۔ (۵) سیرت نبوی کی جامعیت۔ (۶) سیرت نبوی کی عملیت۔ (۷) اسلام کے پیغمبر کا پیغام۔ (۸) ایمان اور عمل۔